سوال

(270) ولایت نکاح میں دوسرے کو وکیل بنانا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہندہ بالغہ باکرہ کہ منسوب ایک سال سے تھی ہندہ اور ہندہ کے باپ وغیرہ کو معلوم تھا کہ آج ہندہ کا نکاح ہے لیکن ہندہ کا باپ چار کوس پر تھا ہندہ کے باپ نے بکر کے نام خط لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میں بیمار ہوں سواری ملتی نہیں پیادہ روی سے مجبور ہوں میں تو چاہتا تھا کہ تاریخ بڑھا دی جاتی تاکہ میری بھی شرکت ہوتی مگر جبکہ عورتوں نے تاریخ مقرر کر لی ہے تو انجام ہی ہو جانا بہتر ہے زید وہاں موجود ہے بعوض ایک ہزار نکاح کر دے لڑکی میری دانست میں بالغ ہے اس سے بھی اجازت لے لیں اور احمد آرندہ خط کو بھی زبانی ہدایت ایسے ہی کر دی زید ہندہ کے باپ کا صرف خط بھیجنا سننا تھا بغیر اجازت۔ بکر کے خط پڑھ کت اور احمد آرندہ خط کا زبانی بیان سن کر بلالیے ثبوت شہادت کے زید نے مبلغ ایک ہزار روپیہ جو مہر مثل سے نصف کے قریب ہے ایک مجمع عام میں بلا نام زد کرنے نام دو گواہ کے ہندہ کا نکاح خالد سے کر دیا زید یا پدر ہندہ نے خود ہندہ سے قبل نکاح اجازت نہیں لی اور نہ بعد نکاح خود زید یا کسی دوسرے شخص خاص نے ہندہ کو خبر نکاح کی دی مگر جب نکاح ہو گیا گھر باہر شور و غل مچ گیا کہ ہندہ کا نکاح ہو گیا جس وقت تواتر سے نکاح کی خبر ہندہ کو پہنچی ہندہ بہیتر (اندرون خانہ) میبتھی ہندہ نے صریح لفظوں میں اقرار یا انکار نہ کیا اور خلوت صیحیہ بھی ہو گئی ہندہ خالد سے راضی ہے اور ہندہ کے باپ کو بھی کوئی کلام نہیں ہے ایسی صورت میں نکاح صیحیح و نافذ ہو جائے گا یا تجدید نکاح و صریح اقرار ہندہ کی ضرورت ہے؟

اتنباہ ما نحن فیہ امور خمسہ مفصلہ ذیل پر ضرور دلیل شافی ہونی چاہیے۔

1۔ اس صورت میں زید وکیل من جانب پدر ہندہ قرار پائے گا یا نہیں؟ خانیہ وغیرہ میں مصرح ہے کہ ولی نے اگر بلا اجازت اپنی لڑکی بالغہ کا نکاح پڑھا دیا تو یہ نکاح لڑکی کی رضا پر موقوف ہے اگر بالغہ باکرہ ہے تو سکوت ہی رضا ہو گا جیسا کہ عند الاستیذن سکوت رضا پر محمول ہے پس اگر زید وکیل پدر ہندہ قرار پاتا ہے تو اس نکاح پڑھا دینے میں سکوت رضا پر محمول ہو گا یا نہیں اور اگر بالفرض زید وکیل نہیں بلکہ فجولی قرار دیا جائے تو بغیر تصریح اذن ہندہ کے یہ نکاح نافذ ہو گا یا نہیں؟

2۔ انعقاد نکاح کے وقت نام زد کرنا دو گواہوں کا جیسا کہ فی زمانہ رائج ہے یہی ضروری ہے یا صرف موجود رہنا کافی ہے؟

3۔ بعد نکاح منکوحہ کے پاس روبرو شخص خاص کو جا کر نکاح کی اطلاع بھی دینا ضروری ہے یا کسی طرح اطلاع ہو جانا کافی ہے؟

4۔ استیذان غیر ولی میں تکلم بلسان شرط ہے جیسا کہ ہدایہ میں ہے۔

"واذا استاذنہا الولی فسکتت او ضحکت فہو اذن وان فعل ہذا غیر الولی لم یکن رضا حتی تتکلم بہ"

(جب ولی اس (لڑکی) سے (نکاح کی) اجازت طلب کرے تو وہ خاموش رہے یا ہنسنے لگے تو یہ اجازت شمار ہو گی اور اگر غیر ولی یہ کام کرے تو جب تک وہ بول کر اجازت دے تو یہ (اس کی خاموشی وغیرہ) اس کی رضا شمار نہیں ہو گی) اور ما نحن فیہ میں یہ نکاح بوجہ ترک استیذان ہندہ کے اجازت پر موقوف ہے جیسا کہ ہدایہ میں ہے

وتزویج العبد والامۃ بغیر اذن مولاہما فہو موقوف فان اجازہ المولی جاز وان ردہ بطل وکذلک لو زوج رجل امراۃ بغیر رضاہا او رجلا بغیر رضاہ "

(غلام اور لونڈی کے آقا کی اجازت کے بغیر کیا ہوا نکاح موقوف ہوگا۔ اگر ان کا آقا نکاح کی اجازت دے دے تو جائز ہے اور اگر وہ اس کو رد کردے تو نکاح باطل ہوگا۔ یہی حکم اس صورت میں بھی ہوگا جب کوئی آدمی عورت کی رضا کے بغیر یا مرد کی رضا کے بغیر ان کا نکاح کردے) پس استیذان اور اجازت شرعاًدو شے ہے یا شے واحد؟ اگر دو شے ہے تو جس طرح استیذان غیر ولی میں متکلم باللسان شرط ہے اسی طرح تنکلم باللسان اجازت میں شرط ہے یا نہ اور ہر واحد کے بقول مفتی بہ اجمالاًیا جداگانہ کیا تعریف ہے؟

5۔ مجرد سکوت دلیل اجازت ہے یا نہ؟ اور اگر بالفرض مجرد سکوت دلیل اجازت نہیں ہے تو خلوت صحیحہ دلیل اجازت ہوگی یا نہ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس صورت میں نکاح صحیح ونافذ ہوجائے تو تجدید نکاح وصریح اقرار ہندہ کی ضرورت نہیں ہے لما سیاتی۔

1۔ اس صورت میں کہ پدر ہندہ نے بکر کو یہ لکھا اور احمد کی زبانی بھی کہلا بھیجا کہ زید وہاں موجود ہے بعوض ایک ہزار روپیہ کے نکاح کردے زید وکیل منجانب پدر ہندہ قرار پائے گا اور اس کا نکاح کیا ہوا پدر ہندہ کا نکاح کیا ہوا سمجھا جائے گا اس لیے کہ وکیل کا فعل عین موکل کا فعل تصور کیا جاتا ہے اور جب بکر بالغہ کا نکاح اس کا ولی کردے اور اس نکاح کی خبر اس کو کوئی ایک ہی فضولی کردے جو عدل ہو یا دو مستور فضولی کردیں اور وہ اس خبر کو سن کر سکوت کرے تو ایسا سکوت دلیل رضا ہوتا ہے بس اسی طرح جب وکیل نکاح کردے اور باقی حالت بدستور ہو تو سکوت مذکور دلیل رضا ہوگا اور ما نحن فیہ تو ہندہ کو نکاح کی خبر بتواتر پہنچ گئی تھی۔ جو دو ایک فضولی کی خبر سے کہیں بڑھ کر ہے تو اس صورت میں تو ہندہ کا سکوت بطریق اولیٰ دلیل رضا ہوگا در مختار میں ہے۔

"فان استاذنہا ہواي الولی وہو السنۃاو وکیلہ او رسولہ او زوجہا ولیہا واخبرہا رسولہ او فضولی عدل فسکتت عن ردہ مختارۃاو ضحکت غیر مستہزئۃاو تبسمت او بکت بلا صوت فلو بصوت لم یکن اذنا ولارداحتی لورضیت بعدہ انعقد سراج وغیرہ فمافی الوقایۃ والملتقی فیہ نظر فہواذن "[1]*انتھی*

(اگر ولی اس (عورت) سے (نکاح کی) اجازت طلب کرے اور سنت طریقہ یہی ہے یا اس (ولی) کا وکیل یا اس کا ایلچی اجازت طلب کرے یا اس (عورت) کا ولی اس کا نکاح کردے اور ولی کا ایلچی یا عادل فضولی اس (عورت) کو اس کی خبر دے تو وہ مختار ہونے کے باوجود اس کو رد کرنے سے خاموش رہے یا بغیر استہزا کے ہنسنے لگے یا تبسم کرے یا بغیر آواز کے رونے لگے تو یہ اجازت ہوگی نہ انکار لیکن اگر وہ بعد میں راضی ہوجائے تو یہ نکاح منعقد ہوجائے گا وقایہ اور منتقی میں جو مذکور ہے وہ محل نظر ہے درحقیقت یہ اجازت تصور ہوگی)

شامی (2/296) مصری) میں ہے۔

"قولہ او فضولی عدل شرط فی الفضولی العدالۃاو العدد فیکفی اخبار واحد عدل او مستورین عند ابی حنیفۃ"

(اس کا یہ قول یا عادل فضولی۔ فضولی میں عدالت یا عدد کی شرط لگائی گئی ہے تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک عادل یا دو مستور افراد کا خبر دینا کافی ہے۔)

اگر بالفرض زید وکیل منجانب پدر ہندہ نہ ہو بلکہ فضولی قرار دیا جائے تو بھی بغیر تصریح اذن باللسان ہندہ کے یہ نکاح نافذ ہوگا اس لیے کہ ہندہ کی رضائے سے خلوت صحیحہ کا ہونا تصریح اذن سے بڑھ کر ہے شامی (ص 301) میں ہے۔

"لانہ اذا ثبت الرضا بالقول یثبت بالتمکین من الوطی بالاولی لانہ اول علی الرضا "

(کیوں کہ جب بول کر اجازت دینے سے رضا ثابت ہوجاتی ہے تو اپنے اوپر وطی کی قدرت دینے سے تو بالا اولیٰ ثابت ہو جائے گی اس لیے کہ یہ رضا کی زیادہ صراحت کرتا ہے)

2۔ انعقاد نکاح کے وقت گواہوں کا ہونا یعنی موجود رہنا کافی ہے ان کا نام زد کرنا ضروری نہیں ہے ہدایہ میں ہے۔

"ولا ینعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاہدین الخ[2]

(مسلمانوں کا نکاح گواہوں کی موجودگی ہی میں منعقد ہوتا ہے۔ الخ)

3۔ بعد نکاح کے منکوحہ کو نکاح کی اطلاع ہوجانا خواہ ولی خود اطلاع دے یا اس کا کوئی فرستادہ اطلاع دے یا کوئی ایک فضولی اطلاع دے کافی ہے عبارت در مختار و شامی منقولہ نمبر (1) ملاحظہ ہو۔

4۔ استیذان کے معنی ہیں اذن طلب کرنا اور اجازت کے معنی ہیں اذن دینا استیذان خواہ ولی اقرب کرے یا غیر ولی اقرب ان دونوں میں سے کسی صورت میں بھی اجازت یعنی اذن دینا تکلم باللسان پر موقوف نہیں ہے ہاں پہلی صورت میں مجرد سکوت کافی ہے دوسری صورت میں سکوت کے ساتھ کسی فعل دال علی الرضا کا پایا جانا بھی ضروری ہے کما سیاتی تفصیلہ

5۔ استیذان ولی اقرب کی صورت میں مجرد سکوت بالغہ تحقیق اذن کے لیے کافی ہے اور استیذان غیر ولی اقرب کی صورت میں مجرد سکوت کافی نہیں ہے بلکہ سکوت کے ساتھ بکر بالغہ کی جانب سے کسی ایسے فعل کا پایا جانا بھی ضروری ہے جو اذن اور رضا مندی نکاح پر دال ہو جیسے مہر یا نفقہ طلب کرنا وغیرہ وغیرہ اور خلوت صحیحہ بھی جو برضا ہو اس میں داخل ہے یعنی وہ دلیل اجازت ہے در مختار میں ہے۔

"فان استاذنہا غیر الاقرب' کا جنبی اوولی بعید فلا عبرۃ بسکوتہا' لمی لا بد من القول کالثیب البالغۃ لافرق بینہما الا فی السکوت' لان رضاھما یکون بالدلالۃ کما ذکرہ بقولہ: او ما ہو فی معناہ من فعل یدل علی الرضا کطلب مہرہا و نفقتہا و تمکینہا من الوطی ودخولہ بہا برضاہا ظہریہ و قبول التہنیۃ والضحک سرورا و نحو ذلک "واللہ اعلم۔ [3]

(پھر اگر قرابت دار کے سوا کوئی اور اس (عورت) سے اذن (نکاح) طلب کرے جیسے اجنبی یا دور کا ولی تو ایسی صورت میں عورت کی خاموشی کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ ثیبہ بالغہ کی طرح اس کا بول کر اجازت دینا ضروری ہے ان دونوں کے درمیان صرف خاموشی کا فرق ہے کیوں کہ ان دونوں کی رضا دلالت کے ساتھ ہوگی جیسے اس نے اپنے اس قول کے ساتھ ذکر کیا۔ "یا جو اس کے معنی و مفہوم میں ہو" یعنی اس کی طرف سے کوئی ایسا فعل سر زد ہو جو اس کی رضا پر دلالت کرتا ہو۔ جیسے اس (عورت) کا مہر اور نفقہ طلب کرنا شوہر کو اپنے اوپر وطی کی قدرت فراہم کرنا اور اس (شوہر) کا اس (عورت) کی اجازت کے ساتھ اس پر داخل ہونا (شادی کی) مبارک باد کو قبول کرنا اور خوشی سے ہنس دینا وغیرہ) کتبہ: محمد عبداللہ (9/رجب 1330ھ)

---

[1]۔ الدر المختار مع رد المختار (3/59)

[2]۔ الھدایۃ (145)

[3]۔ الدر المختار مع رد المختار (3/63)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب النکاح، صفحہ:472

محدث فتویٰ